بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رسالۂ بے نظیر

قصد الصیغہ

تالیف

جناب حافظ مولانا محمد اسحٰق خانصاحب متوطن موضع جالا
مدرس اوّل مدرسہ موضع پکھریرا ضلع مظفرپور بہار

تعلیمی کتب خانہ، دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب کے پہلے خدا کا لے کر نام
پڑھ نبی پر درود اور سلام
بعدہٗ صفوۃ المصادر کو
اس رسالہ کے ساتھ ساتھ پڑھو
پھول[1] تک اس کتاب کو پڑھ کے
لو پڑھو اس کتاب کے صیغے

وجہِ تالیف

تخمیناً بیس[2] برسوں سے ہیچداں نے اپنے دیار کے سیکڑوں فارسی خواں نوجوان طلبار کی یہ افسوسناک حالت دیکھی کہ انوار سہیلی وغیرہ تک پڑھ جانے پر بھی صیغہ نہیں بتا سکتے۔ ماضی مضارع میں فرق نہیں کر سکتے اور ساتھ اس کے استاد کی تاکید ترغیب کو مفید نہیں سمجھتے، قواعد کی کتابیں مطلقاً نہیں پڑھتے۔ دیوانِ انشار، قصص کی رغبت نصرف سے نفرت، ترکیب سے وحشت، اسلئے مناسب سمجھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے جب فارسی شروع کریں اسی وقت قاعدہ تعلیم کی عادت ڈالی جائے تاکہ یہ بات جڑ نہ پکڑ لے نہ کج فہمی آئے۔ اوقاتِ عزیز کا ابتدائی حصہ بے صرف و نحو کے صرف نہ ہو۔ دل و دماغ خود رائی کا ظرف نہ ہو۔ **التماس:** اگر حضرات معلمین کمترین پر کرم کریں تو صفوۃ المصادر کی صرف کبیر کیساتھ اس رسالہ کا اوّل حصہ اور صرف صغیر کیساتھ آخر حصہ خوب سمجھا کر حفظ کرا دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بچوں کی جڑ فقط اس ایک کتاب میں مضبوط ہو جائے۔ اور باضابطہ تعلیم کا دن بدن انھیں مزہ آ جائے۔ معلم ما جو راور

---

[1] پھول کی صورت یہ ہے ۳ میں شروع ہوگا جب تک پہلا پھول نہ آ جائے اسی کتاب کو پڑھو۔ پھر صفوۃ المصادر میں ماضی مطلق کی گردان معنی کیساتھ خوب یاد کر لو، پھر دوسرے پھول کلد [illegible] قریب اور تیسرے تک پڑ۔ کے ماضی بعید۔ علیٰ ہذا منہ ۱۲

ناچیز کی سعی مشکور ہو ۔ اللّٰہم آمین. بچوں کی کسی قدر اصلاح منظور تھی چند اوراق سیاہ کئے ورنہ اپنی حالت کا آپ مقر ہوں ۔

سلیقہ نہیں فنِ تصنیف کا طریقہ نہیں رسمِ تالیف کا

عزیزو ! جس طرح چاندی سے سیکڑوں زیور بنائے جاتے ہیں اسی طرح مصدر سے سیکڑوں صیغے بنائے جاتے ہیں. مصدر وہ اسم ہے جس سے ہونا یا کرنا کسی کام کا سمجھا جائے. مصدر کی پہچان فارسی میں (دن یا تن) ہے ہندی میں (نا) ہے جیسے آمدن آنا ساختن بنانا ۔ مصدر کی دو قسم ہے لازم[1]، متعدی[2] ۔ لازم جو فقط فاعل کو چاہے، متعدی جو فاعل مفعول دونوں کو چاہے ۔ فعل کام کو کہتے ہیں، فاعل کام کرنے والے کو، مفعول جس پر کام ہو ۔ زمانہ کی تین قسم ہیں. ماضی جو گذر گیا ۔ حال جو موجود ہے ۔ مستقبل جو آنے والا ہے ۔ زمانہ کے لحاظ سے فعل کی چھ قسم ہیں ۔ فعل ماضی[1]، مضارع[2]، حال[3]، مستقبل[4]، امر[5]، نہی[6] ۔ سب فعل ۔ فعل کے چھ چھ صیغے ہوتے ہیں ۔ واحد غائب[لہ]، جمع غائب، واحد حاضر، جمع حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم ۔ واحد ایک، جمع ایک سے زیادہ، غائب جو سامنے نہ ہو، حاضر جو سامنے ہو، متکلم جو کلام کرے ۔ فعل ماضی وہ ہے جس سے گذرا زمانہ سمجھا جائے ۔ اس کی چھ قسم ہے ۔ ماضی مطلق[1]، ماضی قریب[2]، ماضی بعید[3]، ماضی ناتمام[4]، ماضی احتمالی[5]، ماضی تمنائی[6] ۔ ماضی مطلق وہ فعل ہے جس سے گذرا زمانہ بلا لحاظ قریب بعید کے سمجھا جائے ۔ اس کا پہلا صیغہ

لہ اس سطر کو دوبارہ پڑھنا چاہیئے پہلی بار صیغوں کے نام جو لکھے ہوئے ہیں. دوسری بار اس طرح واحد غائب کی ضمیر پوشیدہ. جمع غائب کی ہے. ہٰذا القیاس ۔

مصدر کا نؔ اور اس سے پہلے کا زبر گرانے سے بنتا ہے جیسے آمدن سے آمد۔ آوردن سے آورد۔ گفتن سے گفت۔ رفتن سے رفت۔ سؔ۔ پہلا صیغہ تو مصدر سے بن گیا، باقی پانچ صیغے کس طرح بنائے گئے؟ جؔ۔ اسی پہلے صیغہ میں پانچوں ضمیریں بڑھادو چھوؤں پورے ہوجائیں گے۔ سؔ۔ ہندی کی ضمیر بتاؤ۔ جؔ۔ وہ[1]، وے، تو، تم، میں، ہم، اس نے، انھوں نے، تونے، تم نے، میں نے، ہم نے۔ ماضی قریب وہ فعل ہے جو ابھی گذرا ہو، ماضی مطلق کا پہلا صیغہ جو مصدر سے بنا تھا، اسی میں زبر، ہ، است بڑھادو ماضی قریب ہوجائے۔ جیسے آمد سے آمدہ است۔ آورد سے آوردہ است۔ گفت سے گفتہ است، رفت سے رفتہ است۔ پھر اس میں سے ست اڑاکر پانچوں ضمیریں بڑھادو چھوؤں صیغے پورے ہوجائیں گے۔ ماضی بعید وہ فعل ہے جو بہت پہلے گذرا ہو۔ ماضی مطلق کے پہلے صیغہ میں زبر، ہ، بود بڑھاکر بنالو۔ جیسے آمد سے آمدہ بود۔ آورد سے آوردہ بود۔ گفت سے گفتہ بود۔ پھر ضمیریں بڑھاکر چھوؤں صیغے گردان لو۔ ماضی ناتمام وہ فعل ہے جس کا تمام ہونا نہ معلوم ہوا ہو۔ ماضی مطلق پر می زیادہ کرکے بناؤ جیسے آمد سے می آمد۔ آورد سے می آورد۔ گفت سے می گفت پھر ضمیر بڑھاکر گردان پوری کرو۔ ماضی احتمالی وہ فعل ہے جس کے ہونے میں شک ہوا ہو۔ ماضی مطلق کے پہلے صیغہ میں زبر، ہ، باشد بڑھاکر بنالو جیسے آمد سے آمدہ باشد۔ آورد سے آوردہ باشد۔ گفت سے گفتہ باشد پھر اس میں باشد کی دال گراکر پانچوں ضمیریں لگادو اور گردان لو۔

---

[1] وہ فعل لازمی اول چھ ضمیریں اور متعدی میں آخر چھ ضمیریں ہندی کے معنی میں لگاکر پڑھو ۱۲

ماضی تمنائی: وہ فعل ہے جس کی آرزو باقی ہو۔ ماضی مطلق کے آخر مجہول ے بڑھا کر بنالو، اس کے تین ہی صیغے ہیں جیسے آمد سے آمدے، رفت سے رفتے، گفت سے گفتے۔ س۔ ہر فعل کے چھ صیغے ہوتے ہیں اس کے تین ہی صیغے کیوں ہوئے۔ ج۔ ماضی ناتمام کبھی ماضی تمنائی کے معنی میں آتی ہے۔ اس لئے الگ چھ صیغے تمنائی کے نہ ہوئے بلکہ وہی تین صیغے ہوئے۔ جن میں ے مجہول سے لگانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ واحد غائب، جمع غائب، واحد متکلم۔ مضارع وہ فعل ہے جس میں دونوں زمانے حال مستقبل پائے جائیں۔ اس کا پہلا صیغہ ماضی مطلق ہی سے بنتا ہے جیسے آمد سے آید، آورد سے آورد[1] (آرد) گفت سے گوید، رفت سے رود۔ مضارع کی پہچان یہ ہے کہ اس کے آخر میں زبر اور دال[2] ساکن (د) ہوتی ہے۔ مضارع کا پہلا صیغہ جو ماضی مطلق سے بنتا ہے اس کے سولہ قاعدے ہیں۔ باقی پانچ صیغے مضارع کی دال گرا کر پانچوں ضمیر زیادہ کرنے سے بنتے ہیں۔ حال وہ فعل ہے جس سے موجودہ زمانہ سمجھا جائے مضارع پر می بڑھا دو حال بن جائے جیسے آید سے می آید، آرد سے می آرد، گوید سے می گوید۔ مستقبل وہ فعل ہے جس سے آنیوالا زمانہ سمجھا جائے۔ ماضی مطلق کے پہلے خواہد لگا کر بنالو جیسے آمد سے خواہد آمد، رفت سے خواہد رفت، آورد سے خواہد آورد۔ پھر خواہد کی دال گرا کر پانچوں ضمیر بڑھا کر گردان پوری کرو۔ امر وہ فعل ہے

---

[1] آورد آرد دونوں مضارع ہیں آرد زیادہ مستعمل ہے [2] جس حرف کو جزم ہوتا ہے اسے ساکن کہتے ہیں [3] زد میں دال مضارع کی علامت نہیں ہے۔ اس کے سوا جہاں زد، ند، تد، جد وغیرہ کی آواز نکلے مضارع ہوگا۔

جس میں کسی کام کے کرنیکا حکم ہو، مضارع کے واحد حاضر سے ی دور کر کے امر کا واحد حاضر بنالو جیسے آئی سے آئے[1] (آ) گوئی سے گوئے، آدری سے آدر، آری سے آر، ردی سے رو۔ پھر اس میں جمع حاضر کی ضمیر بڑھا کر جمع حاضر بنالو۔ س۔ کیا امر کے دو ہی صیغے ہوتے ہیں۔ ج۔ دو صیغے اصل ہیں باقی چار بعینہٖ مضارع کے صیغے ہیں۔ فرق کیواسطے کبھی پ کبھی ٹ بڑھا[2] دیتے ہیں۔ نہی وہ فعل ہے جس میں کسی کام کی روک ہو۔ امر کے دونوں صیغوں پر مَ[3] لگا کر بنالو جیسے رو سے مرو، گو سے مگو، آ سے میا۔ س۔ کیا نہی کے بھی اصل دو ہی صیغے ہوتے ہیں۔ ج۔ ہاں باقی چار بعینہٖ مضارع ہیں، فقط ن زیادہ کردو۔ اسم فاعل وہ اسم ہے جس سے کام کرنیوالا سمجھا جائے امر میں ندہ بڑھا کر بنالو جیسے آئی سے آئندہ، گو سے گوئندہ، آر سے آرندہ، رو سے روندہ، پھر اس کی ہ اڑا کر گان یا ہا بڑھا دو جمع ہو جائے۔ فاعل[4] کے لحاظ سے ہر فعل متعدی دو قسم ہے۔ معروف ۱، مجہول ۲۔ معروف وہ فعل ہے جس کا فاعل معلوم ہو جیسے زید خورد زید نے کھایا۔ خورد فعل معروف ہے اس لئے اس کا فاعل زید معلوم ہوا۔ مجہول وہ فعل ہے جس کا فاعل نہ معلوم ہو جیسے خوردہ شد کھایا گیا نہ معلوم کس نے کھایا۔ مجہول بنانیکا قاعدہ یہ ہے کہ جو صیغہ جس مصدر کا بنا ہو پہلے وہی صیغہ شدن کا بنالو پھر اس

---

[1] آئے کو آ، گوئے کو گو زیادہ بولتے ہیں ۱۲ [2] پہلے حرف کو پیش ہو تو ٹ پڑھاتے ہیں ورنہ پ پڑھاتے ہیں مگر پ کسی صیغہ میں نہیں آتا ۱۲ [3] جس لفظ کے اول میں الف ہوتا ہے جب اس میں بَ یا مَ یا نَ لگانا ہو تو الف کو ی سے بدلتے ہیں ۱۲ [4] آمدن کی صرف کبیر صفوۃ المصادر میں ختم کرکے آوردن شروع کرنے کے قبل مجہول تک اس کتاب کو پڑھ لو، پھر پوری صرف کبیر آوردن کی جب تک نہ ہو اسے موقوف کرو۔

مصدر[1] کا ماضی شروع میں لگادو لازم[2] کو متعدی[3] کر دینے کا طریقہ اور ایک مفعول والے متعدی کو دو مفعول والا اور دو مفعول والے متعدی کو تین مفعول والا بنا دینے کا طریقہ یہ ہے کہ امر کے صیغہ میں آندن یا ایندن لگا دیا جائے اسی کو طریق تعدیہ کہتے ہیں جیسے خور سے خورانیدن، گو سے گویانیدن۔ اسم فاعل جو پہلے بیان ہوا اسے قیاسی کہتے ہیں۔ ایک قسم کا اسم فاعل اور ہوتا ہے اس کو سماعی اور ترکیبی کہتے ہیں۔ اسم مفعول بھی کبھی سماعی ترکیبی ہوتا ہے، سماعی کا کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے۔ بعض مصدر مضارع[عہ] نہیں ہوتا اسے مقتضب کہتے ہیں اس کی گردان بہت چھوٹی ہوتی ہے۔

مضارع کے یہ سولہ (۱۶) قاعدے ہیں — زبانی یاد کرلو فائدے ہیں
کبھی[4] ایک حرف مطلق سے گرادو — زبر اور دال ساکن تم لگادو
بافت سے بافد۔ شگفت سے شگفد — کشت سے کشد۔ شگافت سے شگافد
کبھی[5] دو حرف مطلق سے اڑادو — مضارع کی علامت پھر بڑھاؤ
نہادے سے نہد بایست سے باید — رسید سے رسد مانست سے ماند
کبھی[6] آخر سے پہلے کو زبر دو — کبھی[7] آخر سے پہلے نون کردو

---

[1] غرض یہ ہے کہ مجہول میں فقط شدن کا خرچ ہے ۱۲ [2] ماضی مطلق مع ہ کے لگائے ہیں ۱۲

[3] اس جگہ سے آخری حصہ تک پڑھ کر صرف صغیر یعنی آختن شروع کرنا چاہیے ۱۲ [عہ] چونکہ مضارع سے حال امر نہی اسم فاعل بنتے ہیں جب مضارع نہ ہوگا تو گردانیں بھی نہ ہوں گی ۱۲

[4] اس قاعدے سے اندازی چار صفوۃ المصادر میں بنتے ہیں ۱۲ [5] اس قاعدے سے قریب ۱۱۳ کے مضارع آئے ہیں ۱۲ [6] اس سے چھ [7] اس سے ۱۲۔

اَزاردسے آزارَد، آوردسے آوَرَد | آفرید سے آفرینَد چید سے چینَد
کبھی[1] خالی علامت کو بڑھانا | نہ کم کرنا نہ کچھ زائد" لگا " نا

خست سے خستد۔ سفت سے سفتد

کبھی[2] آخر سے پہلے ی لگانا | کبھی[3] آخر سے پہلے واؤ لانا

زاد سے زائد | شد سے شوَد

اگر آخر[4] سے پہلے میم ہوئے | مضارع میں توکردے میم کو ے

آمد سے آید

اگر بچ[5] جائے را آخر گراکے | اسے نَ کر علامت پھر ملادے

کرد سے کند

اگر آخر[6] گراکر ش دیکھو | تو را[1] یا ل[2] یا س کردو
کبھی رَد[3] یا زہی[4] بدلنا | علامت بھی ہر اک کیساتھ رکھنا

داشت[1] سے دارد، ہشت[2] سے ہلد، نوشت[3] سے نویسد، گشت[4] سے گردد،
افراشت[5] سے افرازد، برشت[6] سے برید۔

نیچے جب[7] فا۔ تو رکھ یا دب[8] کر | نہیں تو دی یا س ت کر

رفت سے رود، تافت سے تابد، رفت سے روید، گفت سے گوید، خفت[9] سے خسید۔

---

[1] اس سے دو ۱۲ [2] اس سے ایک ۱۲ [3] اس سے بھی ایک ۱۲ [4] اس سے دو ۱۲ [5] اس سے بھی ایک کاف کو پیش دیدو [6] ش کو کبھی ر سے بدلتے ہیں کبھی ل م کبھی ی سے اور اس دونوں سے کبھی رو سے کبھی ز سے کبھی ی سے۔ یہ ایک قاعدہ برابر چھ قاعدوں کے ہے خوب سمجھو ایک ایک مثال لکھی ہے۔ صفوۃ المصادر میں غور کرو ۱۲ [7] ف کے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی ایک حرف گرا کے ف ہوتا ہے تو ف، کو کسی سے نہیں بدلتے فقط علامت لگا دیتے ہیں جیسا کہ اول قاعدہ میں گذرا ۱۲ [8] دبیہ کے تین مطلب ہیں کبھی خالی د کبھی ب کبھی دونوں۔

الف بچ جائے[1] اس کو ہ بناؤ | الف ی سے بدل دو ہو جو واؤ

داد سے دہد، آمو سے آماید، آلود سے آلاید

بچے جب بس آخر کو گرا کر | اُسے ہ[1] بدل کر یا وی[2] کر
کبھی ند[3] ین[4] سے بدل دے | کبھی ن[5] ل[6] ز[7] ی[8] اس کو کر دے

جست[1] سے جہد، جست[2] سے جوید، بست[3] سے بندد، نشست[4] سے نشیند
شکست[5] سے شکند، گست[6] سے گسلد، خاست[7] سے خیزد، آراست[8] سے آراید

اگر خ ہو بدلتے ہیں یہی تین[2] | کبھی زا اور کبھی ش اور کبھی س

آموخت[1] سے آموزد، فروخت[2] سے فروشد، شناخت[3] سے شناسد۔

کبھی ہوتا الف ایک زائدہ ہے | کبھی بالکل عجب بے قاعدہ ہے

آزد سے آزارد دید سے بلیند

حصّہ دوم

لفظ ہے جو منہ سے بولے آدمی | قسم اس کی موضوع و مہمل ہوئی
ہے وہ مہمل جس کے کچھ معنیٰ نہ ہو | اور موضوع کہئے معنی دار کو
ایک معنیٰ کے اکیلے لفظ کو | چاہو جو مفرد کہو کلمہ کہو
قسم اس کی اسم و فعل و حرف ہے | صرف ان تینوں میں علم صرف ہے
آمد آید فعل ہی کی قسم ہے | مصدر و مفعول و فاعل اسم ہے

---

[1] اس سے بیسوں مضارع بنتے ہیں صفوۃ المصادر دیکھو ۱۲ [2] ہونا چاہئے خارد مگر الف کو ی کر لیتے ہیں ۱۲ [3] جب صفوۃ المصادر کی دونوں صرف کبیر ہو جائے اور قصد الصیغہ میں مضارع کے قواعد یاد کرائے جائیں تو آختن سے صرف صغیر اور یہاں سے یہ کتاب ساتھ ساتھ پڑھو۔

حرف کے معنی سمجھ میں کچھ نہ آئے ‖ دوسرا کلمہ نہ جب تک تو ملائے
حرف کی ہی نحو میں آتی مثال ‖ جس کے اندر رہے مرکب ہی کا حال
چند کلمہ کم سے دو اِک جگہ ‖ گر ملا دیویں مرکب اس کو کہہ
ہے مرکب کی فقط یہ تین قسم ‖ اسم اسم و فعل اسم حرف اِسم

اسم اسم سے سیکڑوں مرکب بنتے ہیں۔ مرکب اضافی، مرکب توصیفی، جملہ اسمیہ وغیرہ۔ مرکب اضافی جو مضاف الیہ سے مرکب ہو، توصیفی جو موصوف صفت سے مرکب ہو۔ دونوں مرکب کے پہلے اسم کو جسے مضاف اور موصوف کہتے ہیں ایک زیر ہوتا ہے اسی زیر کو علامتِ اضافت اور علامتِ صفت کہتے ہیں۔ے

اضافت میں تو معنی ہے زیر کی ‖ صفت میں نہ کسرہ کے معنی کوئی

س۔ زیر کی معنی سمجھنے کا طریقہ کیا ہے۔ ج۔ مضاف مضاف الیہ دونوں کا لحاظ کرکے معنی لگانا چاہیے۔

اضافی میں جو پچھلا خویش خود ہو ‖ تو نا نی نے کے معنی زیر ہیں لو
جو ہوں حاضر و متکلم کی ضمیریں ‖ تو را ری رے کی معنی زیر میں لو
اگر اس کے سوا کچھ تیسرا ہو ‖ تو معنی کچھ نہ کا کی کے سوا ہو
اگر پہلا رہے واحد مذکر ‖ تو کا را نا سے یک معنی لیا کر
مذکر جمع میں کے رے نے نکلے ‖ مؤنث ہو تو کی ری نی سے یک لے

دلِ خود۔ کتابِ خود۔ دلہائے خود۔ دلِ من۔ کتابِ من۔ دلہائے من۔
اسپِ زید۔ اسپانِ زید۔ کتابِ او۔ کتابہائے او۔

آبِ پاک۔ مردِ نیک۔ اسپِ تیز۔ بوئے خویش۔

ے سر مرکبات اضافی کو با ترکیب پڑھنا ضروری ہے ۱۲ ے مرکب توصیفی کی مثالیں ہیں اس کی بھی ترکیب کرو ۱۲

جب مضاف وموصوف اپنے اپنے مضاف الیہ وصفت سے پیچھے ہو جائے دور پڑ جائے تو کسرہ حذف ہو جاتا ہے اور ایک را بڑھا دیا جاتا ہے جب مضاف وموصوف کے آخر میں الف یا واؤ ہو تو ایک ی بڑھا دو ہ مختفی ہو تو ہمزہ سے بدل دو۔ جملہ اسمیہ وہ ہے جو مبتدا خبر سے مرکّب ہو اس کے آخر میں ایک حرف ربط ہوتا حروفِ ربط وہی ہیں جو ماضی قریب کے آخر میں آتے ہیں اَست۔ اَند۔ اَی۔ اَید۔ اَم۔ اَیم۔ لیکن اکثر اس کا الف اڑا دیتے ہیں جیسے او[1] نیک است، اوشاں نیک اند، تو نیکئی، شما نیکید، من نیکم، ما نیکیم۔ سَ۔ ہندی کے حروفِ ربط کیا ہیں۔ جَ۔ ہی، ہیں، ہَو، ہُو۔ سَ۔ چار ہی کیوں ہوئے۔ جَ پہلا دوسرا دو دو طور سے آتا ہے، اور چھوڑوں پورے ہو جاتے ہیں۔ ہے۔ تو۔ ہے۔ ہیں۔ ہم ہیں۔ فعل اسم سے جملہ فعلیہ بنتا ہے، فعل کیساتھ کبھی وہی اسم ہوتا ہے جس کے بغیر فعل ہو ہی نہیں ہو سکتا اسے فعل کہتے ہیں جیسے فضیلت آمد[2]۔ حبیب می آید۔ سلیمان میرود۔ کبھی اس کے علاوہ اور چند اسم ہوتے ہیں ان کو مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول لہٗ، مفعول مطلق وغیرہ کہتے ہیں۔ سَ۔ فاعل کئے طرح پر آتا ہے۔ جَ۔ کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ۔ سَ۔ فعل کے کون کون صیغہ میں فاعل ہمیشہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ جَ۔ امر کے واحد حاضر نہی کے واحد حاضر میں ہمیشہ پوشیدہ جیسے[3] بیا میا اور ہر فعل کے واحد غائب میں کبھی کبھی جیسے آمد۔ آید۔ خواہد آمد وغیرہ باقی ہر صیغہ میں

---

[1] ترکیب کرو اور اس کی ضمیر کو بھی پہچان لو ۱۲ [2] ترکیب کرو ۱۲ [3] ترکیب کرو ۱۲۔

ظاہر جیسے آمدند[1]۔ می آئی ۔ خواہید آمد ۔ بیایم ۔ نیایم ۔ س ۔ فعل مجہول میں تو فاعل نہیں ہوتا اس کی ترکیب کیوں کر ہوگی ۔ ج ۔ فعل مجہول میں ایک مفعول کو نائب فاعل کہتے ہیں اسی سے مل کر جملہ فعلیہ ہو جاتا ہے جیسے قلم آوردہ[2] شد۔ نان خوردہ شد ۔ حرف اسم سے بیسوں مرکب بنتے ہیں جیسا حرف ہوتا ہے مرکب کا نام اسی کے مناسب پڑجاتا ہے مثلاً حروف جر سے مرکب کا نام جار مجرور حرف ندا سے مرکب کا نام ندا منادیٰ حرف عطف سے مرکب کا نام معطوف معطوف علیہ جملہ فعلیہ ۔ جملہ اسمیہ کے سوا جتنے مرکب ہیں سب ناقص کہلاتے ہیں اور ان ہی دونوں جملوں میں مل جایا کرتے ہیں ۔ س : جملہ فعلیہ میں فعل کے ساتھ جب چند اسم ہوں تو کیوں کر معلوم ہوگا کہ کون فاعل ہے کون مفعول وغیرہ ۔ ج ۔ مفعول لہٗ میں وجہ اور سبب کے معنی ہوتے ہیں جیسے فضیلت بہر علم آمد مفعول فیہ میں جگہ اور وقت کے معنی ہوتے ہیں ۔ جیسے روز جمعہ نیاید ۔ سلیمان مدرسہ رفت ۔ مفعول مطلق مصدر کی صورت میں ہوتا ہے جیسے ایوب بسیار خواندن خواند ۔ مفعول بہ میں اکثر را[3] علامت ہوتی ہے جیسے مجیب علی حسن را زد ۔ س ۔ جب مفعول بہ میں را علامت نہ ہو تو فاعل مفعول میں کیوں کر فرق ہوگا ۔ ج ۔ فاعل اکثر ذات ہوتا ہے اور مفعول بات یا چیز جیسے سلیم[4] سلام کرد، ہاشم نان خورد ۔ س ۔ جب فاعل مفعول دونوں ذات ہوں یا دونوں چیز ہی ہوں تو کیسے فرق ہوگا ۔ ج ۔ جو پہلے ہو وہی فاعل ہوگا ۔

---

[1] ترکیب بکرو ۱۲ [2] ترکیب کرو ۱۲ [3] ہندی میں کو علامت مفعول ہے [4] ترکیب کرو ۱۲

جیسے گربہ موش دید۔ آتش ہیزم خورد۔ س۔ اگر شعر میں مفعول کو پہلے لے آویں تو فاعل کو مفعول سمجھا جائے گا اور مفعول فاعل ہوگا۔ پھر صحیح مطلب کس طرح سمجھ میں آئے گا۔ ج۔ غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فاعل ہونے کی کس میں زیادہ صلاحیت ہے جیسے ع خبردار چوزہ نہ لے جائے چیل۔ چوزے کو چیل لے جاتی ہے اور چیل کو چوزہ نہیں لے جاسکتا ہے۔

حروفِ عطف

حروفِ عطف و نیز ہم۔ کہ — دگر۔ دیگر۔ پس۔ پس۔ خواہ۔ ارچہ
اگر یا۔ با۔ وجود۔ ہر چند۔ اگرچہ — اٹھارہ ہیں ملا کر بل و بلکہ
بہر۔ بے۔ بر۔ برائے۔ با۔ ب۔ در — تا۔ ز۔ از۔ را گیارہ حرفِ جر
پندرہ ہیں حروفِ استفہام — چہ۔ چگونہ۔ چرا۔ و چند۔ کدام
کہ۔ کدا ہیں۔ کجا۔ و کے۔ کو۔ کیست — چوں۔ چناں و چہ کس ہے آخر ہیست
یا ایا اے الف ہیں حرفِ ندا — حرفِ ندا یہ بھی ہے الف اور وا
غیر۔ جز۔ دون۔ مگر۔ سوا۔ الا — ماورا ہیں حروفِ استثناء

لہ ترکیب کرد ۱۲ ۲ە ترکیب کرو ۱۲ ۳ە بعض میں علاوہ عطف کے اتصال کے معنی ہیں جیسے ارچہ اگرچہ باوجود۔ ہر چند اور بعض میں تردید کے معنی ہیں جیسے اگر یا خواہ کے ہم معنی ہیں اور۔ یا بلکہ۔

حرف علت چراکہ ، زیراکہ — چہ وکہ۔ تاواز[1] زیراچہ
فاعلیت کے گار۔ گر۔ آر۔ آن — اور حرف محافظت ہے بان
اب مناسب نہیں کہ طول کروں — پیارے بچو تمہیں ملول کروں
مفردات و مرکبات اس میں — مختصر ہیں نہ ان کی سب قسمیں
اس قدر میں ہے طبع کی اصلاح — اور باقی کے واسطے مفتاح[2]
جو پڑھے اس کتاب کو یارب — ہو وہ عالم بہ حقِ شاہِ عرب
خاتمہ پر درود پڑھتے ہیں — رحمتِ حق درود کرتے ہیں

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

قطعہ تاریخ تالیف از مؤلف

بفضلِ خدا جب لکھی جا چکی — تو اسحاق نے التجا حق سے کی
کہ ہو ایسی تاریخ جس سے عیاں — غرض اس کے پڑھنے کی ہو سال بھی
عزیزو مبارک ہو یہ فالِ نیک — ندا فارسی میں جو ہاتف نے دی
یہی مادہ ہے یہی ہے غرض — بہ از منتہی دانش مبتدی

۱۳۳۱ھ

[1] یہاں سے آخر تک شعروں کا ایک وزن ہے۔ اور دو شعر اول کا دوسرے وزن کا تھا

[2] اس کا ترجمہ ۱۲ منہ مفتاح القرآن۔

قطعہ تاریخ تصنیف رسالہ ہذا

از جناب ماہر ہر فن بلبلِ گلستانِ سخن مقبول بارگاہ حضرت رب جلیل جناب مولوی حاجی ابوالجمیل محمد عبدالجلیل صاحب شیفتہ بھگوان پوری مظفر پوری یکے از مریدان قطب عالم ولی اعظم منبع فیوض رحمانی محبوب سبحانی ذوالفضل والایادی حضرت سیدنا مرشدنا و مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی۔
بَرَّدَ اللّٰهُ مَضْجَعَهٗ وَجَعَلَ اِلَيْهِ مَرْجِعَهٗ.

زہے علم مولانا اسحاق نے
اگر غور و انصاف سے دیکھیے
یہ تاریخ بھی میں نے اے شیفتہ
سرِ جہل کو توڑ کر یہ کہا

عجب شرح یہ پاک و طاہر لکھی
تو نو عمر لڑکوں کی خاطر لکھی
طبیعت کو پایا جو حاضر لکھی
بہت شرح دلچسپ نادر لکھی

۱۳۳۱ھ

اس رسالہ کے حق میں جناب حضرت احمد میاں صاحب سجادہ نشین گنج مراد آباد شریف ضلع اناؤ کے

دعائیہ الفاظ

خدائے تعالیٰ اس کو مقبول اور نافع کرے۔ فقط
احمد میاں سجادہ نشین گنج مراد آباد ضلع اناؤ۔

بہارستان ترجمہ و شرحِ اردو گلستان

اسرع :- مولانا ظہیر احمد صاحب مرحوم سابق صدر شعبۂ فارسی دار العلوم

گلستاں کی اردو زبان میں بہترین شرح جو نہ صرف بچوں کی درسی مشکلات کا بہترین حل ہے بلکہ ہر عمر کے انسان کیلئے بیش بہا تحفہ بھی ہے کتاب کے شروع میں ایک مفید مقدمہ لگایا گیا ہے جس میں شیخ سعدیؒ کے حالات و سیرت و سیاحت اور ان کی تصانیف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ **چند اہم خصوصیات:-**
(۱) سب سے مقدم متن گلستاں لکھوایا گیا ہے (۲) متن کے نیچے حل الفاظ اور اردو شرح۔ (۳) شرح کے بعد سلیس اردو ترجمہ (۴) آخر میں ہر حکایت کا نتیجہ تحریر کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ حکایت شیخ نے کس مقصد کے تحت لکھی ہے۔ الحاصل یہ شرح بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کیلئے یکساں مفید ہے۔ کتابت طباعت کاغذ معیاری صفحات ۳۳۶

مہرِ تاباں مترجم و شرح اردو بوستاں

ازا:- مولانا ظہیر احمد صاحب مرحوم سابق صدر شعبہ فارسی دار العلوم دیوبند

بوستاں کی اردو زبان میں نہایت عمدہ اور مفید شرح اول متن کے نیچے اردو ترجمہ ہے۔ حاشیہ پر اس کی اردو شرح ہے۔ شروع کتاب میں ایک مقدمہ بھی شامل ہے جس میں شیخ سعدیؒ کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔